لڑکی کے نکاح کے وقت ولدیت میں پالنے والے شخص کا نام لینا

مجیب: مولانا فرحان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1125

تاریخ اجراء: 17 جمادی الاولی 1445ھ / 02 دسمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ایک شخص نے کسی کی لڑکی گود لی اور اس کی پرورش کی اور ولدیت میں اپنا نام لکھا، کیا اب نکاح کرتے وقت ولدیت کے طور پر اس کا نام لیا جا سکتا ہے؟ اس طرح کرنے سے نکاح پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نکاح صحیح ہونے کے لیے دولہا اور دولہن کا ایک دوسرے اور گواہوں کے نزدیک صرف معین و ممتاز ہو جانا کافی ہے اور چونکہ نکاح کی وکالت لیتے وقت دلہن خود موجود ہونے کی وجہ سے معین ہوتی ہے لہذا اس وقت نام لینا ضروری نہیں، البتہ دولہا سے ایجاب کرواتے وقت دلہن کی تعیین ضروری ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جن کی ولدیت سے دلہن مشہور ہے اسی کا نام لیا جائے بلکہ یوں بھی ایجاب کروایا جا سکتا ہے کہ فلاں نام کی لڑکی جس سے آپ کا رشتہ طے ہوا تھا یا اس جیسے دیگر الفاظ کے ذریعے دلہن کو معین کرکے ایجاب کروایا جا سکتا ہے۔

یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ بچہ ہو یا بچی اس کے غیر باپ کی طرف منسوب کرنا، ناجائز و حرام ہے لہذا نکاح نامہ اور دیگر کاغذات میں بطور ولدیت کے حقیقی والد کا ہی نام لکھنا لازم ہے، البتہ سرپرست کے طور پر پالنے والا یا گود لینے والے کا نام لکھا جا سکتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے" وظاہرہ انها لو جرت المقدمات علی معینة وتمیزت عند الشهود ایضا یصح العقد، لان المقصود نفی الجهالة وذلک حاصل بتعینها عند العاقدین والشهود وان لم یصرح باسمها، ویویده ماسیاتی من انها لو کانت غائبة وزوجها وکیلها: فان عرفها الشهود وعلموا انه ارادها کفی ذکر اسمها، والا لابد من ذکر الاب والجد ایضا۔"یعنی اگر نکاح کے مقدمات کسی معین عورت سے عقد پر واقع ہوئے اور گواہوں کے نزدیک بھی عورت کی پہچان ہو گئی تو عقد درست ہو جائے گا کیونکہ مقصود

جہالت کی نفی ہے عاقدین اور گواہوں کے نزدیک عورت کے متعین ہونے سے جہالت کی نفی حاصل ہوگئی اگرچہ عورت کے نام کی صراحت نہ بھی کی۔ اور اس کی تائید آنے والے کلام سے ہوتی ہے کہ اگر عورت غائب ہے اور عورت کے وکیل نے اس کا نکاح کیا تو اگر گواہوں نے عورت کو پہچان لیا اور جان گئے کہ کونسی عورت کا ارادہ کیا تو اس عورت کا نام ذکر کرنا کافی ہے ورنہ باپ اور دادا کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔(ردالمحتار، جلد4، صفحہ87، مطبوعہ: کوئٹہ)

اسی میں ہے "الحاصل: ان الغائبة لابدمن ذکراسمھا واسم ابیھا وجدھا وان کانت معروفة عند الشھود علی قول ابن الفضل، وعلی قول غیرہ: یکفی ذکراسمھا ان کانت معروفة عندھم، والافلا، وبہ جزم صاحب الھدایة فی التجنیس وقال: لان المقصود من التسمیة التعریف وقد حصل ، واقرہ فی الفتح والبحر" یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ ابن فضل کے قول کے مطابق غائب عورت کا نام اور اس کے والد، دادا کا نام ذکر کرنا ضروری ہے اگرچہ گواہ عورت کو جانتے ہوں جبکہ دیگر کے قول کے مطابق گواہوں کے نزدیک عورت معروف ہو تو فقط اس کا نام ذکر کرنا کافی ہے ورنہ نہیں، صاحب ھدایہ نے تجنیس میں اس قول پر جزم کیا اور فرمایا: کیونکہ نام لینے سے مقصود پہچان ہے اور وہ حاصل ہوچکی ہے، فتح القدیر اور بحر میں اس قول کو برقرار رکھا گیا ہے

۔(ردالمحتار، جلد4، صفحہ98، مطبوعہ: کوئٹہ)

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ: ہندہ کی صحیح ولدیت زید ہے مگر بوقت نکاح بکر قائم کرکے ایجاب وقبول ہوا تو ایسا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ تو جوابا ارشاد فرمایا: "اگر بکر نے اسے پرورش یا متبنی کیا تھا اور وہ عرف میں ہندہ بنت بکر کہی جاتی ہے اور اس کے کہنے سے اس کی طرف ذہن جاتا ہے تو نکاح ہوگیا۔" (فتاوی رضویہ، جلد11، صفحہ250، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی وقارالدین قادری رضویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نکاح کی صحت کے لیے دونوں کا ایک دوسرے کے نزدیک متعارف ہونا شرط ہے۔ لہذا لڑکی سے جب وکالت حاصل کی جائے گی اور وکیل خاص شوہر کو بتائے گا، تو لڑکی جس نام سے مشہور ہے اور پہچانی جاتی ہے،،،، اگر اپنے اصل باپ کی نسبت سے مشہور ہے تو اس کا نام لے کر قبول کرلیا جائے۔ نکاح نامہ میں اصل باپ کا نام لکھا جائے اور سوتیلے باپ کی پرورش کردہ بیٹی لکھ دیا جائے۔" (وقارالفتاوی ، جلد3، صفحہ40، بزم وقارالدین، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net